شیطان کے دھوکے سے بچنے کے طریق

ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 1998ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت کی:

قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ﴿۱۶﴾ قَالَ فَبِمَاۤ
اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَہُمۡ صِرَاطَکَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿ۙ۱۷﴾ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِ
اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ وَ عَنۡ اَیۡمَانِہِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِہِمۡ ؕ وَ لَا تَجِدُ
اَکۡثَرَہُمۡ شٰکِرِیۡنَ ﴿۱۸﴾ قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡہَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ لَمَنۡ تَبِعَکَ
مِنۡہُمۡ لَاَمۡلَـَٔنَّ جَہَنَّمَ مِنۡکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُکَ
الۡجَنَّۃَ فَکُلَا مِنۡ حَیۡثُ شِئۡتُمَا وَ لَا تَقۡرَبَا ہٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوۡنَا مِنَ
الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۰﴾ فَوَسۡوَسَ لَہُمَا الشَّیۡطٰنُ لِیُبۡدِیَ لَہُمَا مَاوٗرِیَ عَنۡہُمَا مِنۡ
سَوۡاٰتِہِمَا وَ قَالَ مَا نَہٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنۡ ہٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَا
مَلَکَیۡنِ اَوۡ تَکُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِیۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ قَاسَمَہُمَاۤ اِنِّیۡ لَکُمَا لَمِنَ
النّٰصِحِیۡنَ ﴿ۙ۲۲﴾ فَدَلّٰىہُمَا بِغُرُوۡرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ بَدَتۡ لَہُمَا سَوۡاٰتُہُمَا
وَ طَفِقَا یَخۡصِفٰنِ عَلَیۡہِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّۃِ ؕ وَ نَادٰىہُمَا رَبُّہُمَاۤ اَلَمۡ
اَنۡہَکُمَا عَنۡ تِلۡکُمَا الشَّجَرَۃِ وَ اَقُلۡ لَّکُمَاۤ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۳﴾

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ (الاعراف:15 تا24)

پھر فرمایا:

یہ سورۃ الاعراف کی آیات پندرہ تا چوبیس ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس مضمون پر میں پہلے بھی روشنی ڈال چکا ہوں جو ان آیاتِ کریمہ میں بیان ہوا ہے۔ آج ایک خاص ارادہ کے ساتھ دوبارہ ان کی تلاوت کی ہے اور ان میں سے بعض باتیں ہیں جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں ورنہ تمام آیات جن کی تلاوت کی گئی ہے اگر ان کی تفصیل شروع ہوگئی تو یہ مضمون بیچ میں رہ جائے گا اور اگلے خطبہ میں بھی اس کا ختم ہونا مشکل ہے۔

شیطان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو پہلا مکالمہ ہوا ہے اور شیطان نے کیوں خدا تعالیٰ کو چیلنج دیا کہ میں اب تیرے بندوں سے کچھ کرنے والا ہوں یہ سارا تذکرہ ان آیات کریمہ میں کیا گیا ہے۔ جب شیطان کو خدا نے دھتکار دیا تو اس نے کہا: اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ کہ مجھے اس دن تک مہلت دے جس دن یہ لوگ اٹھائے جائیں گے یعنی آخری دن تک اس دُنیا میں جو انسان بسر کرے گا اس وقت تک اس نے اپنے لئے مہلت مانگی۔ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ اور یہ کہا کہ چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے اس لئے میں صراط مستقیم پر تیرے بندوں کے لئے بیٹھوں گا اور دیکھوں گا کہ تیرے بندے کس قسم کے ہیں۔ اگر میں گمراہ ہوں تو جن کو تُو اپنا بندہ کہتا ہے ان کو میں بہکا کے بتاؤں گا کہ دیکھ تیری پیداوار، تیرے بندے مجھ سے اعلیٰ نہیں ہیں اور چونکہ اپنے بندہ کو خدا تعالیٰ نے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا یہ شیطان کا اس کے مقابل پہ ایک استدلال تھا کہ مجھے تو تُو نے گمراہ قرار دے دیا پر جس کے لئے مجھے سجدہ کا کہہ رہا ہے اس کا جو میں حال کروں گا پھر پوچھوں گا کہ گمراہ کون ہوتا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ مجھے صراط مستقیم پر بیٹھنے دے اور یہ اہم نکتہ ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحۃ:6) کہہ کر ہم اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوجاتے، وہاں سے ہمارا اِمتحان شروع ہوتا ہے اور شیطان بیٹھا ہی صراط مستقیم پر ہے۔ اگر کوئی انسان ٹیڑھی راہوں پر چل رہا ہو تو وہ تو پہلے ہی ٹیڑھا چل رہا ہے، شیطان کو ضرورت کیا ہے کہ ٹیڑھی راہوں سے بہکائے۔ پس صراط مستقیم پر چلنے کے جو تقاضے ہیں ان کو ہمیں پیش نظر رکھنا ہے اگر

نہیں رکھیں گے تو جس راہ سے انعام ملتے ہیں اسی راہ پہ مغضوب ہو کر مارے جائیں گے یا اس راہ سے بہکائے جائیں گے اور اس راہ سے ہٹ جائیں گے اور شیطان صراط مستقیم پر ہر بھیس میں آتا ہے ہر پہلو سے حملہ آور ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ پھر میں ان کے پاس ضرور آؤں گا ان کے سامنے سے وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اور ان کے پیچھے سے بھی وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ اور ان کی دائیں طرف سے بھی وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ اور ان کے بائیں طرف سے بھی وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ اور تو دیکھے گا کہ اکثر تیرے بندے شکرگزار نہیں ہیں۔ اب کوئی طرف نہیں چھوڑی شیطان نے، سامنے سے بھی آئے گا، پیچھے سے بھی آئے گا، دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی۔ دائیں اور بائیں میں ایک مفہوم مذہب یا دُنیا بھی ہو سکتے ہیں۔ دائیں طرف سے وہ مذہب کے رستہ سے بھی حملہ آور ہوگا اور دُنیا کی حرص دلا کر اس طرف سے بھی حملہ آور ہوگا۔ تو یہ وہ صراط مستقیم کا رستہ ہے جسے ہم نے اختیار کیا ہے اور جو بلاؤں سے بھرا پڑا ہے اور جب تک کامیابی سے اس راہ سے گزر نہ جائیں۔ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ جب تک انسان کی بعثت اخروی ہو جائے اس وقت تک ہم خطرہ سے پاک نہیں ہیں۔ یہ تنبیہہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ پہلی کہانی ہے مذہب کی اور یہی تمہاری کہانی ہے اسی سے تم آزمائے جاؤ گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ اور جس نے بھی تیری پیروی کی ان سب کو میں جہنم سے بھر دوں گا۔ پھر آگے سلسلہ شروع ہو جاتا ہے آدم کا، پھر کیسے شیطان نے ان کو دھوکہ دینے کی کوشش کی اور ایک حد تک دھوکا دے دیا۔ پھر آخر پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلۡ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ
کہ تم دونوں کو میں نے یہ متنبہ نہیں کر دیا تھا کہ یہ شیطان جس نے تمہیں بہکایا ہے یہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے یہ تنبیہہ اس رستہ پر چلنے سے پہلے کی گئی تھی اور سب سے پہلی تنبیہہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے نازل ہوئی ہے یہی تنبیہہ تھی کہ اب تمہیں ہم سیدھے رستہ پر چلائیں گے لیکن اس رستہ کے خطرات سے پہلے متنبہ کر رہے ہیں اور ہم تمہیں کھلم کھلا بتا رہے ہیں کہ یہ شیطان تمہارا دشمن ہے، کھلا کھلا دشمن ہے اس سے دھوکا نہ کھا جانا۔ یہ وہی مضمون ہے جو بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس نئے دور میں بیان فرمایا یعنی وہ دور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ یہ سورۃ فاطر کی آیات چھ تا آٹھ ہیں:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اے بنی نوع انسان! اللہ کا وعدہ سچا ہے اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ فَلَا تَغُرَّنَّكُمْ تمہیں ہرگز دھوکا نہ دے۔ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا دُنیا کی زندگی۔ دُنیا کی زندگی تمہیں کیسے دھوکا دے گی؟ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور بہت بڑا فریبی الْغَرُوْرُ تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا شیطان تمہارا دشمن ہے اسے بحیثیت دشمن کے پکڑو، دوست نہ بنا بیٹھنا۔ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ وہ تو اپنے پیچھے چلنے والوں کو پکارتا ہے یعنی جو اس کا گروہ ہیں۔ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ تا کہ وہ جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

اب یہ کھلی کھلی وارننگ، یہ تنبیہہ، اتنی وضاحت کے ساتھ اور اس تسلسل اور ربط کے ساتھ دُنیا کی کسی اور کتاب میں آپ کو نہیں ملے گی۔ پہلے بتا دیا ہے دھوکا دینے والا ہے، دھوکا دینے والا بھی ایسا کہ اس سے بڑھ کر کوئی دھوکا دینے والا نہیں ہے اور دھوکا دینے والا تمہارا دشمن ہے اس سے تم خیر کی کیا توقع رکھتے ہو اور اس کی چال یہ ہے کہ دُنیا کی زندگی تمہیں اچھی دکھائی دے گی اور اس چال میں جب تم پھنس گئے تو جس کو اچھا سمجھتے تھے وہی برا ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ تم انتہائی مکروہ انجام کو پہنچو گے۔ جن خوبصورت چیزوں کی تم نے پیروی کرنے کی کوشش کی، جن سے دل لبھانے کی کوشش کی وہ لازماً تمہیں چھوڑ دیں گی، لازماً ان کے تتبع سے تمہیں کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا سوائے دھوکے اور فریب کے، سوائے اس کے کہ تم حسرت کے ساتھ جان دو اور دوبارہ واپس اس دُنیا میں لوٹنے کی کوشش کرو کہ کاش ہم اس رستہ پر، صحیح طریق پر اپنی حفاظت کرتے ہوئے چلتے اور شیطان کے دھوکے میں نہ آتے۔ یہ حق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے یہ میرا وعدہ حق ہے، یہ حق ہے ایسا ہی ہوگا جو چاہو کرتے پھرو تم اس انجام سے بچ نہیں سکتے کہ شیطان جس کو تم نے دوست بنا لیا جس کی باتیں مان لیں وہ دھوکے باز ہے اور دھوکے باز ایسا جو تمہارا دشمن، تمہارے حق میں دھوکا نہیں کرے گا ہمیشہ تمہارے خلاف دھوکا کرے گا۔ یہ زندگی کا خلاصہ ہے اور اس خلاصہ کو ہم ہمیشہ بھول جاتے ہیں۔ یہ ہمارا پہلا سبق ہے جو جب سے زندگی بنی اور مکمل ہوئی اور جب سے مذہب کا آغاز ہوا اس وقت سے یہی وہ رستہ ہے جو ہمیشہ سے چل رہا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد، ان کے آباؤ اجداد، ان کے آباؤ اجداد سب اسی رستہ پر چلے ہیں اور الا ماشاء اللہ سب نے دھوکا کھایا ہے۔ ایک بات میں پہلے

بھی سمجھا چکا ہوں۔شیطان کا یہ کہنا کہ تیرے بندے ضرور ناشکرے ہوں گے یہ جھوٹ نکلا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے!۔میرے بندے تو کسی حال میں ناشکرے نہیں ہوں گے تو جو چاہتا ہے کر۔اپنے گھوڑے دوڑا دے ان کے اوپر لیکن اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ جو میرے بندے ہیں وہ کسی طرح تمہارے فریب میں آئیں گے۔وہ قیامت تک تم سے محفوظ رکھے جائیں گے اور میرے بندوں کے طور پر جانیں دیں گے، تمہارے بندے کے طور پر نہیں۔

پس شیطان کی باتوں میں ایک فریب ہے۔اس دعویٰ میں بھی ایک فریب ہے کہ تیرے بندے ناشکرے ہوں گے۔خدا کے بندے تو ایسے شکر گزار ہوتے ہیں کہ کسی ابتلا میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے وہ باز نہیں آتے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی مثالیں بہت سی دی ہیں ایک حضرت ایوبؑ کی مثال ہے۔اتنی سخت آزمائشوں میں مبتلا کئے گئے کہ لوگ، ان کے عزیز و اقارب، کہا جاتا ہے کہ گندگی کے ڈھیر پر ایسے ناسوروں کے ساتھ جسم کو چھیدا ہوا چھوڑ گئے جن میں کیڑے چل رہے تھے لیکن ایوب نے ناشکری نہیں کی۔اسی حالت میں مسلسل خدا کا شکر ادا کرتا رہا۔آخر میں تیرا بندہ ہوں، شیطان نے مجھ پر آزمائش ڈالی ہے جو چاہے کرلے میں تیرا بندہ رہوں گا، تیرا ہی رہوں گا۔اس کی ایسی جزا خدا نے دی کہ وہ سب کچھ جو چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ واپس لوٹے، صحت بحال ہوئی۔وہ مملکت عطا ہوئی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن میں آپ کا ذکر محفوظ کر دیا گیا۔تو ایک ایوب ہی اپنی تفصیلات کے ساتھ، جو اس کی زندگی میں تفصیلات اس کے صبر کی ہمیں دکھائی دیتی ہیں ان پر ہی غور کرلیں تو شیطان کا یہ وعدہ جھوٹا نکلتا ہے۔مگر خدا کا بندہ بننا پڑے گا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کا بندہ بنے اور شیطان کو سجدے کرے۔یہاں یہ مضمون الٹ جاتا ہے۔شیطان نے خدا کے بندے کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور وہ لوگ جو بنی نوع انسان کہلاتے ہیں وہ شیطان کو سجدے کرنے لگ گئے اور اسی میں شیطان کا تکبر ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نہیں یہ تو تیرے بندے ہیں جس کو سجدہ کرتے ہیں اُس کے بندے ہیں۔پس یہ مضمون ایسا ہے جس کو خوب کھول کر اپنے ذہنوں میں حاضر کرلیں کیونکہ اسی میں ہماری آزمائش ہے اور اس آزمائش پر پورا اُترنے کا راز بھی ہمیں سکھا دیا گیا ہے۔وہ راز یہ ہے کہ اللہ کی طرف جھکیں اور خدا سے مدد چاہیں۔ چنانچہ وہی آیات جن کی میں نے تلاوت کی تھی ان میں آدم اور حوّا کی ایک یہ التجا ہے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

اَنۡفُسَنَا جب بھی شیطان نے کوئی دکھ پہنچایا، یا ان کے تعلق میں شیطان نے جو دھوکا دے دیا تو یہ عرض کرتے ہیں خدا سے اور یہ دعا خدا کی سکھائی ہوئی ہے اپنے طور پر ان کو نہیں آئی رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنے آپ پہ ظلم کیا۔ پس پہلے دن جو شیطان سے بچنے کا راز تھا یا اگر نہ بچ سکے اور شیطان سے کوئی زخم لگ گئے تو ان کو مرہم لگانے کا جو طریقہ خدا نے سکھایا ہے وہ یہ دعا ہے: رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے۔ وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہماری حالت پر رحم نہیں فرمائے گا۔ لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ تو ہم ضرور گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

پس یہی دعا آج بھی ہمارے لئے شیطان سے بچنے یا شیطان کے زخموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ان کی شفا کی غرض سے ہمارے کام آسکتی ہے۔ اس پر غور کریں اور اس پر غور کرنے سے پہلے یہ تو بہ ضروری ہے کہ اے خدا ہم نے پہچان لیا ہے کون ہمارا دشمن ہے اس دشمن سے اب ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔ جو گزر گیا سو گزر گیا۔ جو زخم اس نے لگا دئے سو لگ گئے لیکن اب ہماری دعا ہے، یہ التجا ہے کہ پہلوں کو تو بھول جا آئندہ کے لئے ہمیں توفیق بخش کہ ہم دوبارہ پھر اس شیطان کے قبضہ میں نہ آئیں۔ یہ ارادہ جو بہت قوت چاہتا ہے، جو قوت ارادی کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر قوت ارادی نہ ہو اور انسان بار بار ٹھوکر کھائے تو پھر بعید نہیں کہ ایسی حالت میں وہ جان دے جس حالت میں شیطان کا اس پر قبضہ ہو۔ یہ وہ امور ہیں جن سے متعلق میں جماعت کو بار بار تنبیہہ کر رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ اللہ کی مدد کے بغیر یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ سکیں۔ وہ ہمارے سامنے سے بھی آئے گا، پیچھے سے بھی آئے گا، مذہب پر بھی حملہ آور ہوگا، دُنیا پر بھی حملہ آور ہوگا ہر پہلو سے ہم آزمائے جائیں گے اور اس سے زیادہ مکروہ چیز نہیں ہوسکتی کہ خدا نے پیدا کیا ہو اور بندے شیطان کے ہو جائیں۔ اس شیطان کے بندے ہوں جس نے خدا کے بندہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس شیطان کو سجدہ کریں جو خدا کا منکر ہو چکا ہو یا منکر نہیں تو خدا کا باغی ہو گیا ہو۔ نہایت مکروہ چیز ہے اگر آپ اس کو سمجھ لیں اور یہ سادہ سا سبق انسان سمجھ نہیں رہا یہ مشکل ہے۔ جب بھی آپ یہ باتیں سن کر واپس گھروں کو لوٹیں گے تو وہی زندگی پھر دوبارہ شروع ہو جائے گی۔ قدم قدم پر شیطان ضرور حملہ آور ہوگا، قدم قدم پر آپ کے لئے ٹھوکروں کے سامان ہوں گے اور قدم قدم پر انسان اس

شعور کے بغیر کہ وہ کیا کر رہا ہے خدا کی بجائے شیطان کو سجدے کرے گا۔ یہ ساری زندگی کی ناکامی کا راز ہے۔ اپنے نفسوں کا مطالعہ خود کر کے دیکھیں اپنے حالات پر خود غور کریں۔ اپنے بیوی بچوں سے سلوک، اپنے بڑوں سے، اپنے چھوٹوں سے، اپنے ہمسایوں سے، اقتصادی معاملات میں جن سے آپ معاملہ کرتے ہیں ان سب سے جو سلوک کرتے ہیں ان کا ایک ایک کا میں ذکر پہلے کر چکا ہوں کہ کس تفصیل سے آپ کو غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ ان باتوں کو اس تفصیل سے میں نہیں دوہرا رہا لیکن ان باتوں کا بار بار ذکر کرنا میرے لئے از بس ضروری ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ اس ذکر کو میں کبھی چھوڑ دوں کیونکہ جب بھی میں نے یہ ذکر چھوڑا میں اپنے فرض منصبی کو ادا نہ کرنے والا ہوں گا۔ یہ زندگی کا ساتھ ہے کیونکہ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ کو یہی کہانی دوہرائی جانے والی ہے۔ آخر آدم سے لے کر قیامت تک جو کہانی دوہرائی جارہی ہے اس کا ذکر ایک دو دفعہ کے بعد کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔ ضرورت نہ ہوتی تو اس تفصیل سے قرآن کریم بیان نہ کرتا۔

پس آپ یاد رکھیں کہ ہر دفعہ جب میں نے اپنے خطبات میں ایسی باتیں کہیں تو اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں ایک دو تین دن تک، چند دن تک آپ کے دل پہ اثر رہا اور آپ نے سوچا کہ ہاں یہ غلطی ہوگئی تھی اور اس کے بعد جو چیزیں بری ہیں ان میں ہی آپ ان چیزوں کا حسن دیکھنے لگ گئے۔ انانیت نے اکثر انسانوں پہ قبضہ کر لیا۔ جب میں آپ کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ عام طور پر یہی ہوتا ہے اور یہی جماعت کے افراد سے بھی ہوتا چلا آیا ہے کچھ کم کچھ زیادہ، کچھ اور زیادہ خدا کی راہ سے ہٹ کر غیر اللہ کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اب یہ زندگی جو صراط مستقیم کی زندگی ہے ایک تو ابتلاؤں کی زندگی ہے دوسرے مشکل بہت ہے کیونکہ قرآن کریم فرما رہا ہے شیطان جب تمہیں بہکاتا ہے تو حسین نظارے دکھا کے بہکاتا ہے۔ اب حسین نظارے دیکھنا اور ان کی طرف متوجہ نہ ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ ہر آزمائش کے وقت آپ کو ایک بہت خوبصورت چیز دکھائی جاتی ہے اور انسانی نفس لازم ہے کہ دھوکا کھا جائے کیونکہ نفس انسانی میں حسین چیزوں کی پیروی رکھ دی گئی ہے۔ ایک ہی صورت ہے جو انبیاء نے اختیار کی کہ ان چیزوں کا حسن دیکھنے کی بجائے ان کی بدی ان کو دکھائی جانے لگی ہے۔ جیسے کہانیوں میں شیطان ایک بوڑھی عورت دکھائی جاتی ہے کہ جادو کی وجہ سے وہ خوبصورت دکھائی جارہی تھی لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے بچانا ہے اس کو جیسے کہانیوں میں بیان کیا گیا ہے، وہ خدا تعالیٰ کی

طرف تو اشارہ نہیں مگر اس مضمون کو اس طرح لیتا ہوں کہ جس کو بھی اللہ نے بچانا چاہا اس کو اس بڑھیا کی اصل صورت دکھائی گئی اور اتنی مکروہ صورت اور اتنی لمبی عمر کی بڑھیا ہے کہ کوئی اس سے عشق لڑائے! سوائے پاگل کے بچے کے ہو ہی نہیں سکتا اور سارے پاگل اور پاگل کے بچے بن جاتے ہیں جب شیطان ان کو دھوکا دے کر اس بڑھیا کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔ اس بڑھیا کی طرف میرا خیال اس لئے نہیں کہ میرے نزدیک وہ کہانیاں آپ کی راہنمائی کر رہی ہیں، اس لئے کہ قرآن کریم ایسی ہی بات کر رہا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کی بات کر رہا ہے اور اس کی تفصیل میں جا کر دیکھیں تو دُنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل صاف اور بڑھیا کی شکل میں دکھائی جا رہی تھی۔ قدیم سے چلی ہوئی انتہائی منحوس پنجر تھا ایک اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزمائش کے لئے نکلی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ کون ہے جو ایک منحوس چیز کو دیکھ کر، اس کو پہچان کر، جان کے کہ یہ ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہے اور سوائے کراہت کے اس سے اور کچھ نہیں ہو سکتا وہ آزمائش کے لئے نکلی ہے تو لازم بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جال میں پھنس نہیں سکتے تھے۔ ناممکن تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا بھی دھوکا کھائیں۔

غَرور کے دھوکا کا علاج یہ ہے کہ اس دھوکا کو پہچان لیں تو رفتہ رفتہ اس کا حسن زائل ہونا شروع ہو جائے گا اور اندر سے ایک بھیانک چیز، قابل نفرت چیز، خوفزدہ کرنے والی چیز نمایاں ہونے لگ جائے گی۔ اگر دیکھتے دیکھتے کسی خوبصورت وجود کا فیچر، اس کے جو اعضا اس کے خدوخال ہیں وہ بگڑنے لگیں اور بکھرنے لگیں اور اس خوبصورت وجود سے ایک نہایت بھیانک وجود پیدا ہونا شروع ہو جائے تو آپ کا کیا ردّعمل ہوگا۔ اگر پہلے آپ اس کو گلے سے لگائے ہوئے ہوں گے تو اچانک دھکّا دے کر اس کو پرے پھینکیں گے۔ اوخبیث چیز تُو میرے ساتھ چمٹی ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ تو جوتیوں کی ٹھوکر مار کے اس کو دفع کریں گے اور دل متلانے لگے گا۔ جو آپ نے بظاہر مزے لوٹے تھے وہ سارے مزے آپ کے دل میں متلی پیدا کر دیں گے اور بعض لوگوں کو اگر ایسا نظارہ دکھایا جائے تو خواب میں بھی قے آنے لگتی ہے۔ آپ کو واقعی اپنی زندگی میں ان چیزوں سے قے آئے گی جن چیزوں کی اصلیت آپ کو دکھائی جائے گی اور یہ جو سلسلہ ہے اصلیت دکھانے کا یہ اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اس میں شک نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ شیطان

کا دھوکا حق ہے اس میں ایک ذرّہ بھی شک کی گنجائش نہیں ۔ اللہ حق بات کہہ رہا ہے کہ شیطان کی ساری زندگی، اس کی ساری کوششیں جو قیامت تک کے لئے اس کو مہلت ملی ہے دھوکا دینے کے سوا اَور کسی چیز میں صرف نہیں ہوگی۔

پس اے میرے بندو! دھوکا نہ کھانا۔ اس سے بڑی تنبیہہ اور ایسی سخت تنبیہہ اور ایسی بار بار تنبیہہ کسی اور کتاب میں نکال کے دکھائیں۔ کسی اور رسول کی زندگی میں آپ یہ تنبیہات اور تنبیہات بھی ایسی جو دُنیا کی زندگی کو انتہائی مکروہ کر کے دکھانے والی ہیں یہ نکال کے دکھائیں۔ آپ کو کہیں نہیں ملیں گی اور اس کے باوجود وہ امت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہی ہے اسی طرح شیطان کے دھوکا میں مبتلا ہے اور پہلی امتوں سے بڑھ کر خدا کی عقوبت کے نیچے آئے گی کیونکہ ان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب نہیں ہوئے تھے، ان کو قرآن نصیب نہیں ہوا تھا۔ جب اُمت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہو گئے، جس کو قرآن نصیب ہوا اَور جس کے لئے اس کی ساری زندگی کے دھوکے کھول کر دکھا دئے گئے اگر وہ پھر بار بار کی ٹھوکر میں مبتلا ہوتی ہے تو اس سے زیادہ بدنصیب کوئی اُمت نہیں ہوسکتی اور ان ٹھوکروں میں مبتلا کرنے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعینہٖ یہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں، میں تمہیں انسانوں میں سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سب سے بدنصیب ہو جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

”شَرٌّ مَنۡ تَحۡتَ اَدِيۡمِ السَّمَاءِ۔“

(شعب الأیمان للبیھقی، باب فی نشر العلم، حدیث نمبر:1763)

انسان تو انسان، یہ جانوروں سے بندروں سے، مکروہ چیزوں سے، سب سے زیادہ بدتر ہوں گے۔ وہ ان تنبیہات کے باوجود خود بھی راہ حق سے بھٹک جائیں گے اور لوگوں کو بھی شیطان کے چیلے بن کر راہ حق سے بھٹکانے والے بن جائیں گے۔ تو حِزۡبَہٗ میں جس حِزۡب کی طرف اشارہ آیا ہے وہ یہ لوگ ہیں شیطان اور اس کے ساتھی جو غرور یعنی دھوکا دینے میں الغرور ثابت ہوتے ہیں یعنی بہت بڑے دھوکے باز۔ وہ شیطان اکیلا نہیں بلکہ اس کا حزب بھی ہے اور اس حزب کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ وہ دین کا لبادہ اوڑھ کر تم پر حملہ آور ہوں گے۔ بڑے بڑے چغے پہنے ہوئے اور دیں گے دھوکا اور فریب۔ ان کی بات میں جھوٹ ہوتا ہے۔ جو سچ بولنا نہیں جانتا، جس کو دن رات جھوٹ کی عادت ہے وہ حق کا بندہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لئے لفظ حق کو اچھی طرح پکڑ کے بیٹھ جائیں۔

اللہ حق ہے اور اللہ کا بیان فرمودہ سارا تذکرہ حق ہے۔ ماضی کا تذکرہ بھی حق ہے اور مستقبل کا تذکرہ بھی حق ہے اور جو لوگ اس حق کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا دعویٰ کہ وہ مذہبی راہنما ہیں یا اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آئے ہیں سراسر، سر سے پاؤں تک جھوٹ ہے اور اس میں وہ پہچانے جاسکتے ہیں۔ اس لئے شیطان جو دھوکہ دیتا ہے یہ نہیں کہ پہچانا نہیں جا سکتا اگر انسان انصاف پر قائم ہو جائے اور حق کو پکڑ لے تو اس کو روزمرّہ کی زندگی میں اپنے علماء میں سے سخت دھوکے باز اور حق کو چھپانے والے دکھائی دینے لگ جائیں گے۔ جب بھی ان کے مقصد، ان کے مطلب کے خلاف بات ہو وہ اس خلاف بات کی مخالفت کرتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ بات حق ہو اور جب بھی ان کے مقصد کے حق میں کوئی بات کرے جس کو وہ اپنے مقصد کے حق میں سمجھتے ہوں اس پر راضی ہو جاتے ہیں خواہ کتنی بڑی جھوٹی اور شیطانی بات ہو اس کو سینہ سے لگا لیتے ہیں۔ یہ ان کی کھلی کھلی پہچان ہے۔

میں صرف پاکستان کا تذکرہ نہیں کر رہا، بنگلہ دیش میں بھی، ہندوستان میں بھی، دوسرے سب ملکوں میں سارے مذہبی راہنما سوائے احمدیت کے اس شکل میں آپ کے سامنے کھل کر ظاہر ہو جاتے ہیں کہ اپنے مقاصد، اپنی خواہشات، اپنی نفسانیت کی پیروی کریں گے۔ جہاں اس کے مخالف کوئی بات ہوئی اس کو چھوڑ دیں گے اور بنی نوع انسان کی بھلائی ان کے پیش نظر ہے ہی نہیں اپنی بڑائی ان کے پیش نظر ہے اور وہی بڑائی ہے جو ان کی راہنمائی کرتی ہے۔ وہی بڑائی ہے جس کو شیطان کی انا کہا جاتا ہے۔ وہی بڑائی ہے جس سے انسان کی بے راہ روی کا آغاز ہوا ہے۔ پس ان ساری باتوں کو کھول کھول کر آپ کے سامنے بیان کرنا میرا فرض تھا، فرض ہے اور فرض رہے گا اور وقتاً فوقتاً میں اس مضمون کو پھر اٹھاتا رہوں گا۔ ایک اور قرآن کریم کی تنبیہہ سورۃ بنی اسرائیل آیت 54 میں یوں ہے:

وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ میرے بندوں سے کہہ دے کہ اچھی بات کیا کریں اور صرف اچھی بات نہیں جو سب سے اچھی بات ہو۔ اپنا شیوہ بنا لیں کہ ایسی بات کریں کہ اس سے اچھی بات ہو نہ سکتی ہو یعنی بہترین بات کیا کریں۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ کیونکہ شیطان تو اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ ان کے درمیان تفریق پیدا کردے اور ہر تفریق بری بات سے پیدا ہوتی ہے۔ اچھی بات سے کبھی بھی تفریق نہیں ہوتی۔ ساری جماعتوں میں جہاں بھی جھگڑے چلے ہیں ان پر میں غور کر کے، اپنی نظر میں رکھ کر آپ کو بتا رہا ہوں کہ سارے جھگڑے بری باتوں سے ہوتے ہیں۔ اچھی بات کہنے

پہ کبھی کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا میرے بندوں کو بتا دے یعنی یاد کرا دے کہ شیطان تو میرے بندوں کا کھلا کھلا دشمن ہے۔ اتنی تنبیہات کے باوجود پھر اس کی باتوں میں آجائیں گے۔ یہ بات کی جو بات چلی تھی کہ بہت اچھی بات کیا کریں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں جہاں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔“

یہ ایک عمدہ طریق ہے جس پر عمل کرنے سے آپ کو کچھ غور کا موقع مل جائے گا۔ انسان جب بھی اپنے مطلب کے خلاف کوئی واقعہ دیکھتا ہے یا اپنی خواہش کے خلاف کسی اپنے عزیز کو چلتے ہوئے دیکھتا ہے بسا اوقات وہ عزیز اس کی خواہش کے خلاف چل رہا ہوتا ہے مگر راہِ حق کے خلاف نہیں چل رہا ہوتا۔ یہ باریک باتیں ہیں جو آپ اپنی زندگی پر غور کریں تو آپ کو دکھائی دینے لگ جائیں گی۔ اگر اپنی انا کی خاطر بات کرتا ہے تو اپنے بیٹے سے کرے یا بیٹی سے، بیوی سے کرے یا بیوی اپنے خاوند سے کرے ہمیشہ یہ بات غلط ہوگی اچھی نہیں ہوگی۔ چنانچہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ایک حل یہ بیان فرمایا ہے کہ عادت ڈالو کہ بات کرنے سے پہلے ذرا ٹھہر جایا کرو۔ روزمرّہ کی عام گفتگو مراد نہیں ہے۔ ورنہ ہر کلمہ پہ ٹھہرنا پڑے گا۔ عام گفتگو، دیکھ بھال، آج آپ نے کیا کیا، آج میں نے کیا کیا، اس قسم کی چیزیں تو گھروں میں چلتی رہتی ہیں مراد ہے کہ جب کوئی ایسی بات کہنے لگو جس میں تمہارے نفس نے جوش پیدا کر دیا ہے اس وقت ذرا ٹھہر جایا کرو۔

”سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔“

یعنی ایسے معاملات کو اللہ کی طرف لوٹاؤ اور اپنے ذہن میں سوچو کہ میں یہ جو بات کہنے لگا ہوں یہ اللہ کو پسند آئے گی، اس بات کے اندر کوئی فریب تو نہیں آگیا اور اگر ہلکا سا بھی فریب ہو تو وہ حق کے خلاف ہوگی اور غرور یعنی سب سے بڑے دھوکے باز کو پسند آئے گی۔ تو باتوں کو سوچ کے ان کو پہچاننا، یہ ایک ایسا آسان طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرما دیا ہے یعنی جو آسان بھی ہے مشکل بھی۔ مشکل اس لئے کہ اس پر عمل کرنا اور ایسی بات سے رک جانا یہ اسی کے لئے مقدر ہو سکتا ہے جو صاحب توفیق ہو، جس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اس لئے ہر موقع پر میں دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں

مگر ایسا بندہ جو واقعی برائی سے بچنا چاہے اور وہ دن رات دعائیں کرتا رہتا ہو، ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہے یا دوسری باتوں میں بھی مصروف ہو تو اس کا دل ہمیشہ یہ چاہے کہ اے اللہ میری نصرت فرما، اے اللہ میری مدد فرما، اے اللہ مجھے سچی بات کہنے کی توفیق بخش، اے اللہ تعالیٰ مجھے بری باتوں سے بچا۔ اس قسم کی دعائیں کرتا رہتا ہے وہ جب بھی ٹھہر کر سوچے گا اس کو حق صاف دکھائی دے دے گا۔ یہ بات میں اس غرض سے کرنے لگا تھا، اس بات میں دکھاوا تھا، اس بات میں فریب تھا، اس بات میں یہ برائی تھی یا وہ برائی تھی یہ ساری چیزیں آپ کو کچھ ٹھہرنے کے بعد رفتہ رفتہ دکھائی دینے لگیں گی جیسے اندھیرے کمرے کی چیزیں ایک دم صاف دکھائی نہیں دیا کرتیں۔ آپ اندر جا کر بیٹھیں تو تھوڑی دیر کے بعد سب کچھ دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ اسی لئے شیطان سے بچنے کا یہ طریق ہے۔ وہ آپ کو ظلمات میں گھسیٹتا ہے، اندھیروں میں گھسیٹتا ہے اور جلدی فیصلہ چاہتا ہے۔ اگر آپ ان اندھیروں میں جلدی میں کوئی فیصلہ کریں گے تو ہرگز بعید نہیں کہ آپ بار بار ٹھوکریں کھائیں گے اور اپنے نقصان کا موجب بنیں گے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نفسیاتی نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جب بھی کوئی ایسا معاملہ ہو کہ تمہارے دل میں ایک جوش ہو کسی بات کے کرنے کا تو اچانک دل اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ میں کچھ بات کہہ کے یا اپنا بدلہ لوں یا کچھ بھی نیت ہو اس وقت تمہیں وہ بات اچھی لگے گی لیکن ذرا ٹھہر جاؤ گے تو اس اندھیرے میں سے تمہیں شیطان کی ساری حرکتیں دکھائی دینے لگ جائیں گی اور اسی بات پر استغفار شروع کر دو گے۔ پس اللہ کے حوالہ کیا کرو بات کو اور انتظار کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں روشنی عطا فرما دے اور تم اندھیروں کی ٹھوکروں سے بچ سکو۔ یہ خلاصہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت کا۔ اس کی تفصیل میں بیان فرماتے ہیں:

> ”جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے۔“

یہ جو ’شرارت یا فساد کا موجب ہو‘ فرمایا ہے۔ صاف پتا چلا کہ عام بول چال کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بات ہی نہیں کر رہے۔ ان حالتوں کی بات کر رہے ہیں جن میں انسان نفس کا مغلوب ہوتا ہے اور ویسی باتیں اس وقت اگر کی جائیں جو دل میں خود بخود اٹھتی ہیں تو وہ لازماً فساد کا موجب ہوں گی

اس سے نہ بولنا بہتر ہے لیکن کہاں بولنا ہے کہاں نہیں بولنا اس مضمون کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی وضاحت سے سمجھا رہے ہیں ورنہ محض بولنے سے پرہیز سے آپ کا مقصد حل نہیں ہوگا یعنی وہ مقصد حل نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ نے آپ پر عائد فرمایا ہے۔ اس کے متعلق نیکی کی تعلیم دینا اور بدی سے روکنا یہ حکم ہے جو قرآن کریم نے بار بار دیا ہے اور یہی وہ حکم ہے جس کی تفصیل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار بیان فرمائی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات کھول رہے ہیں کہ کسی بات سے رکنا کہ فساد نہ ہو ہرگز یہ مراد نہیں کہ اچھی بات جو تم سمجھتے ہو کہ ہونی چاہئے اس لئے اس سے رک جاؤ کہ فساد نہ ہو یا بری بات جس سے روکنا تم ضروری سمجھتے ہو اس سے نہ روکو تو یہ بھی اللہ کے منشا کے خلاف ہے اور جو مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے وہ اس بات کو خوب واضح کرتی ہے۔ اندھیرے کمرے میں ایک شخص بیٹھا ہو اس کو سب کچھ دکھائی دے رہا ہو۔ جب تک دکھائی نہ دے اس نے کوئی حرکت نہیں کی تا کہ ٹھوکر نہ کھا جائے جب نظر آنے لگ گیا تو اس کو صاف پتا چل گیا کہ یہاں میز پڑی ہے، یہاں فلاں چیز پڑی ہے، یہاں یہ نقصان ہوسکتا ہے، یہاں چھری پڑی ہے، یہ کیل پڑا ہے اس پر پاؤں آسکتا ہے وغیرہ وغیرہ بعض دفعہ شیشہ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں تو اگر اس نے دیکھ لیا اور پھر بچ کے نکل گیا۔ اتنے میں اس کا کوئی بچہ ایک دم داخل ہوتا ہے تو کیا وہ رک جائے گا اس بات سے کہ اس کو بتائے کہ یہ کام نہیں کرنا۔ ہرگز نہیں رکے گا۔ اس وجہ سے کہ وہ کہے گا کہ کیا مجھے روک رہے ہیں کیوں خواہ مخواہ مجھ پر بار بار پابندیاں لگاتے ہیں یہ کرو، یہ نہ کرو، ہرگز نہیں رکے گا۔ وہ اس کو کہے گا دیکھو بیٹا ٹھہرو، ٹھہرو، ٹھہرو۔ ذرا سوچ کر قدم اٹھاؤ اس کمرے میں یہ بھی خطرہ ہے، یہ بھی خطرہ ہے، وہ بھی خطرہ ہے اور اگر تم ذرا ٹھہر جاؤ گے تو تمہیں یہ خطرات دکھائی دینے لگ جائیں گے مگر جب تک دکھائی نہیں دیتے میرا فرض ہے کہ میں تمہیں اپنی آنکھوں سے دکھاؤں۔ یہ نہی عن المنکر ہے یعنی ناپسندیدہ چیزوں سے روک دینا۔ اس پر اگر کوئی غصّہ کرے تو اس کے باوجود روکنا ہے صرف یہ تاکید ہے کہ حسن کلام سے کام لو۔ جیسا کہ قول کے متعلق فرمایا اسی کی تشریح میں کر رہا ہوں کہ جب بات کرنا احسن طریق پر کیا کرنا مگر بعض دفعہ بات کرنا ضروری ہوگا۔ اگر تم دلکش انداز میں وہ بات کہو اور بھونڈے طریقہ سے نہ کہو تو پھر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتے ہو۔

پس آپ نے دوسروں کو رستہ دکھانا ضرور ہے اس سے رکنا آپ کے اختیار ہی میں نہیں ہے۔ بری باتوں سے روکنا بھی لازم ہے اچھی باتوں کی طرف بلانا بھی لازم ہے اس سے انحراف ہوسکتا ہی نہیں۔ اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو خدا کا یہی حکم تھا کہ تم نے ضرور کہنا ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے خواہ غصّہ کرے یا نہ کرے مگر بات کا انداز ایسا ہو کہ اس سے اچھا انداز ممکن ہی نہ ہو۔ یہ طریق کار حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا اور یہ جو تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑھ رہا ہوں اس میں آگے چل کر یہی مضمون آنے والا ہے۔ دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتنی باریکی سے ان راہوں کے خموں کو جانتے تھے، جانتے تھے کہ کہاں ٹھوکر کھائی جا سکتی ہے ان کے خطرات سے آگاہ تھے اور اپنی روشنی ہمیشہ آنحضرت ﷺ سے لیا کرتے تھے۔ اپنے لئے کوئی نئی روشنی کبھی نہیں آپ نے بنائی۔ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلے اور آپ ﷺ ہی سے سیکھا کیا بتانا ہے کیا نہیں بتانا، کہاں بولنا ہے کہاں نہیں بولنا اور جب بولنا ہے تو بولنے کا طریق کیا ہونا چاہئے۔

”لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار میں رکے۔“

’مومن کی شان سے بعید ہے‘ یہ بات سن کر یہ نہ سمجھیں کہ ہر بات حق سمجھ کر اس طرح بھونڈے انداز میں کریں کہ وہ فساد کا موجب بن جائے۔ حق بیان کرنے کا بھی ایک طریقہ ہوا کرتا ہے حق تو بیان کرنا ہے مگر ایسے رنگ میں بیان کرنا ہے کہ وہ احسن ہو۔ اس ذکر میں فرماتے ہیں:

”مومن کی شان سے بعید ہے کہ امرِ حق کے اظہار میں رکے اس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔“

کوئی بیوقوف اس کا غلط معنی بھی لے سکتا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ کی مثال دے کر آپ نے اس کو اتنا کھول دیا کہ اس کے غلط معنی لینے کا کوئی امکان ہی، کوئی احتمال ہی باقی نہیں رہا۔

”دیکھو ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے مگر آپ نے ایک دَم بھر کے لئے کبھی کسی کی پروا نہیں کی۔“

اپنے پرائے سارے دشمن ہو گئے مگر ایک دم بھر کے لئے کسی کی پرواہ نہیں کی۔ ایک واقعہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ایسا نہیں نکال سکتے کہ آپ ﷺ کی بات کرنے کی طرز نعوذباللہ

من ذالك ٹیڑھی تھی یا غصہ دلانے والی تھی اس لئے جو اپنے پرائے تھے وہ دشمن ہو گئے۔ حق سے باز نہیں آئے۔ حق بات کہنے سے باز نہیں آئے لیکن جب بھی حق بات کہی تو انتہائی خوبصورت تھی، احسن قول تھی۔ چنانچہ تبلیغ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ایسی بات کرو۔ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (الانعام: 153) کہ تمہاری وجہ سے کوئی ٹھوکر نہ کھائے بات کا حسن کھول کر بیان کرو۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ میں ساری زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ آپ بیان نہیں کر سکتے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز بیان کی وجہ سے تلخی ہوئی ہو۔ حق بات ہمیشہ کہی مگر بہت ہی پیارے اور نرم انداز میں۔

”آپ نے ایک دَم بھر کے لئے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی یہاں تک کہ جب ابوطالب آپ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آ کر کہا۔ اس وقت بھی آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ آپ کا اختیار ہے، میرا ساتھ دیں یا نہ دیں۔“

(الحکم جلد 5 نمبر 11، صفحہ: 4 مؤرخہ 25 مارچ 1901ء)

اس سارے دور میں جب تک ابوطالب نے یہ بات نہیں کی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید کا اظہار اس طرح فرماتے تھے کہ ابوطالب کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں تھی، جائز وجہ نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔ جب آخر اس نے محسوس کیا کہ قوم میری مخالف ہو رہی ہے اور مجھے ضرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طریق سے باز رکھنا ہے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ خیال دل سے نکال دو کہ تمہاری وجہ سے میں حق پر قائم ہوں، تمہاری وجہ سے مجھے میرے دشمنوں سے حفاظت حاصل ہے۔ میں تو یہ بات ضرور کہوں گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ اس بات کے اظہار سے رک جاؤں اس لئے اپنی امان اگر اٹھانی ہے تو اٹھا لو پھر دیکھو کہ خدا تم سے کیا سلوک کرتا ہے۔ یہ عزم لے کر ہم نے تبلیغ کی راہ میں سفر کرنا ہے۔ ہر ایسے ملک میں سفر کرنا ہے جہاں ہماری تبلیغ لوگوں کو تکلیف دیتی ہے، دکھ پہنچاتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ سفر کرنا ہے کہ ہمارے بیان کے انداز کی غلطی سے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ ہر بات اس رنگ میں کرنے کی کوشش کریں کہ وہ جہاں تک ممکن ہو صاف اور پاک اور پیاری دکھائی دینے والی بات ہو پھر اگر دشمن اس پہ ناراض ہوتا ہے تو پھر بالکل پرواہ نہ کریں۔

اپنے اہل وعیال کو نصیحت کرتے وقت بھی اسی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ کر بیٹھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کو نصیحت کرتے وقت کبھی بھی اس رنگ میں نصیحت نہیں کی کہ وہ بدک جائیں اور دور بھاگ جائیں اور جب انہوں نے بات نہ مانی یعنی اس وقت ایسا مشکل کا وقت محسوس کیا کہ تھکے ہوئے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ آپ اٹھیں اور نماز کے لئے تیار ہوں، اٹھا نہیں جارہا تھا اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اوپر کوئی سختی نہیں کی صرف دکھ کا اظہار کیا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ ساری زندگی نیکیوں کی نصیحت اسی طرح کی کہ جس نے نہیں مانا اس پر جس طرح کہ ملاں کہتے ہیں کہ تلوار اٹھاؤ اور یہ ہے اصل میں کلمہ حق کہنا، گردنیں اڑا دو ان کی جو تمہاری بات نہ مانیں، ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ غم بہت محسوس کیا ہے اور یہی وہ طریق ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں۔ جب دشمن آپ کی بات نہیں مانے گا تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے نہ ماننے کا غم محسوس کریں اور وہ غم صبر اور دعاؤں میں تبدیل ہو جائے۔

اگر اس طرح ان ہتھیاروں سے لیس ہو کر آپ سفر کرتے ہیں تو یہ ہتھیار گردنیں کاٹنے والے نہیں بلکہ دل جیتنے والے ہتھیار ہیں اور یہ وہی ہتھیار ہیں جو گھر میں استعمال ہوں گے تو باہر استعمال کرنے کی عادت پڑے گی۔ اگر گھر میں ہی آپ کو ان کے استعمال کا سلیقہ نہیں آتا تو دروازہ کھول کر جب گلیوں میں نکلیں گے تو اس وہم میں مبتلا نہ ہوں کہ دوستوں سے آپ اس طرح حسن سلوک کریں گے جو گھر میں نہیں کر سکے۔ کوئی اور بات ہوگی جو آپ کی بات کو نرم کرنے والی ہوگی۔ کوئی دکھاوا ہوگا، خوف ہوگا دُنیا کا کہ کہیں مار ہی نہیں بیٹھے اس صورت میں ہوسکتا ہے آپ باہر نرم باتیں کرتے ہوں اور گھر میں نہ کرتے ہوں مگر یہ تضاد بتا رہا ہے کہ ایسا شخص جھوٹا ہے۔ اگر جھوٹا نہ ہو تو اس کا طریق وہی ہونا چاہئے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق تھا جو گھر میں طریق تھا وہی باہر تھا۔ جو انداز بیان گھر کا تھا وہی انداز بیان باہر کا تھا۔ جس طرح اپنے بچوں سے گفتگو فرماتے تھے اسی طرح دشمنوں سے بھی گفتگو فرمایا کرتے تھے اور پرواہ نہ کرنے والوں سے آپ دکھ محسوس کرتے تھے اور ان کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس طریق میں کوئی بھی خامی نہیں ہے۔ ایک ادنیٰ سا بھی تضاد نہیں ہے ان باتوں میں اگر آپ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت کو سمجھ لیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آغاز ہی میں یہ خطرہ محسوس کر کے کہ بولنے اور نہ بولنے کی

نصیحت کو آپ غلط نہ سمجھ بیٹھیں آپؐ نے سارے معاملہ کی انتہائی تفصیل آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ ایک بھی ٹھوکر کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ پس اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے ہمیں وہ امام نصیب ہو گیا جو بعینہٖ آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور خطرات کی اس دُنیا میں ہمیں ہر ٹھوکر سے بچانے کے لئے بے انتہا کوشش کر رہا ہے۔ تمام تحریریں آپ کی اسی لئے وقف ہیں جو بھی کلام فرمایا اسی لئے وقف تھا۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ ان باتوں کو صرف وقتی طور پر نہیں سمجھیں گے بلکہ دل سے باندھ لیں گے۔ دل میں ایسی جگہ دیں گے کہ پھر وہ دل سے نکل نہ سکیں اور اس کے لئے مجھے بار بار کہنا پڑے گا۔ تنگ نہ آ جائیں کہ میں وہی بات پھر کہہ دیتا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ بھاری اکثریت ہماری ان باتوں کو سننے کی محتاج ہے اور محتاج رہے گی۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔